قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری اُمور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو۔

ایڈیٹر۔ غلام نبی ☙ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

جلد ۷	۵ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء	دو شنبہ	مطابق ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۳۳۸ھ	نمبر ۶۹

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت امیر المومنین فی الحال سفر میں ہیں۔ احباب حضور اور حضرت اُم المومنین کی صحت کے لئے دعا فرماتے رہیں ☙

مدرسہ احمدیہ کا امتحان ہونیوالا ہے اور تعلیم الاسلام ہائی سکول دارالامان کا سالانہ امتحان ہو رہا ہے۔ احباب طالب علموں کی کامیابی کیلئے دعا فرمائیں۔

مسجد احمدیہ لنڈن کے چندہ کی رفتار سُست ہوتی جاتی ہے۔ احمدیوں کے لئے ابھی اور ہمت اور قربانی دکھلانے کا وقت ہے۔ کیونکہ رقم مطلوبہ ابھی پوری نہیں ہوئی۔ یاد رکھو کہ جس کام کے کرنے سے بادشاہ عاجز رہ گئے۔ وہ کام خدا کا فضل تم بینواؤں سے کروانا چاہتا ہے تم ثابت کر دو کہ خدا کے فقیر ایسے ہوتے ہیں۔ جو دیکھتے ہو۔ دیدہ کمی بیشی کا سوال نہیں کیونکہ جس کیلئے دیا جاتا ہے وہ کم و بیش پر نظر نہیں رکھتا۔ بلکہ دلوں کو دیکھتا ہے ☙

نامہ لنڈن

(نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب نیر۔ ۱۱۔ فروری سنہ ۱۹۲۰ء)

ہمارے معزز ملاقاتی گذشتہ دو ہفتہ میں جو لوگ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ اور جنہوں نے احمدی دسترخوان سے رُوحانی و جسمانی دعوت کا حظ اُٹھایا انمیں رائٹ آنریبل لارڈ ہیڈلے۔ ڈاکٹر ہنری ایم لیون اور شیخ خالد شلڈرک خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ سب احباب گو حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم سے مستفیض ہوتے۔ اور احمدیت کو اسلام کی اُمید یقین کرتے ہیں۔ مگر ابھی تک احمدی نہیں ☙

مسجد احمدیہ کچھ لوگ ووکنگ میں رہکر سوتے ہیں اور ان کی دنیا صرف ان کی چار دیواری تک محدود ہے۔ ان کے نزدیک باوجود سورج بلند ہونے کے ابھی تک دن ہی نہیں چڑھا۔ کاش! یہ لوگ خدا کا خوف رکھتے۔ اور مسجد احمدیہ میں آکر انگریز مرد و عورتوں کے ساتھ ادریس علی کی خوش الحان اذان کے بعد امامت کے اصل حقدار احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتے اور سٹار سٹریٹ کی منزل وسطی پر ذیل کی خوبصورت عربی حروف میں دیکھ کر خوش ہوتے۔

المسجد

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

ان الدین عند اللّٰہ الاسلام

پیغام کو خواب لاہور کے باغی گروہ کا اخبار پیغام صلح جسے حضرت خلیفۃ المسیح اول پیغام جنگ کہا کرتے تھے۔ اور جس کی نسبت حضور نے خلافت اشاعت کے پہلے صفحہ پر اپنی قلم سے تحریر

فرمایا تھا کہ

- پیغام نے ہم کو پیغام جنگ دیا - اور اپنے نفاق کا بھانڈا پھوڑ دیا - ہماری چھوٹی سی مسجد پر ہنسی اڑاتا ہے - اور یہ نہیں جانتا - کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی غیرت نے احمدی قوم میں ایک مخلصانہ جوش رکھا ہے، اور حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک بلند مینار دار مسجد بنانے کی منظوری دیدی ہے - اور لندن میں مناسب موزون جگہ قریباً خرید لی گئی - باقی حصوں کا جواب کچھ دوکنگ کے راز دار مبلغ چودھری فتح محمد سیال نے لکھا ہے - جو آئیدہ ہے - پیغام کی تشفی کا باعث ہوگا - کچھ نامجات لندن میں اور احمدیہ مشن میں آکر دیکھنے والوں کے مشاہدہ میں موجود ہے -

واضح رہے کہ ہم کو ایک غریب مسلمان کے مسلمان ہونے سے اسی قدر خوشی ہوتی ہے - جسقدر کسی انگریز کے مسلمان ہونے سے - آہ! مسیح موعود کی تعلیم سے ناآشنا لوگ ان غرباء کو حقارت کی نظر سے دیکھتے - اور بادری کے نام سے یاد کرتے ہیں ❖

دو نو احمدی

تبارک علی نام ایک ہندوستانی نوجوان اور ادریس علی نام بنگالی نوجوان حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں - ان کی درخواست ہائے بیعت دار الامان بھجوا دی گئی ہیں -

اگلا اخبار

آئیندہ ہفتہ انشاء اللہ نامہ لندن Table talk میز پر کی گفتگو اور Theology class دینیات کا درس عنوان: ناظرین الفضل کی خوشی کا باعث ہونگے ❖

اخویم ابراہیم فلیتھ کا پیغام

برادران! خدائے قادر کے نام سے جو عرش بریں پر جلوہ فرما ہے - میں آپ کی خدمت میں اس تحریر کے ذریعہ حاضر ہوتا - اور آپ سے درخواست کرتا ہوں - کہ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں - میں احمدیہ مشن میں کئی جلسہ ہائے تقریر میں شامل ہونے اور غور سے اسلام کا پیغام سننے کے بعد یہ معلوم کرتا ہوں - کہ خدا نے مجھے دین حقہ اسلام کو قبول کرنے کا علم عطا فرمایا ہے - اور میں اس غرض سے کہ انشاء اللہ اپنی بہترین طاقت وسعی کے مطابق پیروی کرتا ہوں -

آپ کا تابعدار - اولاف ابراہام فلیتھ -

اخویم محمد سلمان فلیتھ کا اخلاص حضرت خلافت مآب کے حضور -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

نہایت مقدس اور نہایت محبوب پیشوا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، حضور سے دعا کی استدعا کے لئے یہ چند سطور لکھتا ہوں - اور درخواست کرتا ہوں - کہ احمدیہ مشن میرے کاروبار اور میرے گھر کے لئے اور میرے بعض دوسرے مشکلات کے لئے حضور دعا فرماویں - اللہ تعالیٰ کو علم ہے - کہ میں کس طرح لوائے احمد کے نیچے وفاداری کے ساتھ کھڑا ہونے کی کوشش کرتا ہوں - اور کس طرح اپنی زندگی دعا اور عمل سے اس امر کا اظہار کرتا ہوں - کہ ایک احمدی کو کیسی زندگی بسر کرنی چاہیئے - بعض مجھے گمراہ کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں - مگر کوئی چیز انشاء اللہ مجھے اللہ کی صداقت سے نہیں پھیر سکتی ❖

ہم نے درس قرآن شریف شروع کر دیا ہے اور اگلے اتوار سے انشاء اللہ کھلے میدان میں ہائڈ پارک میں مجلس ہائے وعظ شروع کر دینگے -

دعا کا خواستگار عاجز خادم

سلمان فلیتھ -

نظم

جو دیکھنا چاہیں فرقانِ قرآں وہ دیاں پر بہار دیکھیں

(از منشی عبد الخالق صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ منظفر نگر)

چمن کو اسلام کے الٰہی دوبارہ پھر پر بہار دیکھیں
بہار ایسی کہ پھر اس میں خزاں کا اثر گرد و غبار دیکھیں

وہ میری آنکھوں کو دے بصیرت جمال پر نور رو دیں گا دیکھیں
ہے نہ ظلمت کا نام باقی ہمیشہ لیل و نہار دیکھیں

جو آنیوالا تھا آگیا ہے صراط حق پر چلا گیا ہے
وہ ان غموں سے چھڑا گیا ہی کسی کا ہم انتظار دیکھیں

بھلا ہے کچھ یہ بھی احمدیت کہ ہر جگہ ہو رہے شرک و بدعت
کریں شریعت سے لوگ نفرت غضب ہے ہم خوشگوار دیکھیں

نہیں یہ دن ہیں کہ نچلے بیٹھیں جو کام کرنا ہے آؤ کریں
دعا کا ہتھیار ساتھ لے لیں ہر ایک گھر کو پکار دیکھیں

ہمارے دل میں یہی لگن ہو نہ ہم کو پروا جان و تن ہو
اگرچہ منزل بہت کٹھن ہو مگر نہ کچھ دشت و خار دیکھیں

ہر ایک چھپا ہے احمدیت ہی ہوئی ہے ہیں دو دیت
ہے سو نصیحت کی اک نصیحت نچوڑ یں جس جان نثار دیکھیں

اگر ہے شوق لقائے رحماں اگر ہے خواہش ہو تازہ ایماں
جو دیکھنا چاہیں فرقان قرآں وہ قادیاں پر بہار دیکھیں

پلادے ساقی مئے محبت کہ پاؤں جلوت میں لطف خلوت
نظر نہ آئے سوا وحدت اگرچہ آنکھیں ہزار دیکھیں

الٰہی محمود کی مدد کر کلام میں اُسکے وہ اثر کر
کہ نور اسلام پھیلے گھر گھر جہان ہم دیندار دیکھیں

لگا دے دل میں وہ آگ یا رب جلادے یکدم جو ما سوا سب
سکھادے قدرت سے ہم کو وہ ڈھب کہ جس سوا اغیار یار دیکھیں

ہے جوش تبلیغ دل میں پنہاں عیاں کروں کیسے ہوں میں حیراں
تو کردے مولا ہمارے ساماں کہ ہم بھی باغ و بہار دیکھیں

کرے عبد خالق دعا خدا سے کمال زاری و التجا سے
بچائے ہم کو ہر ابتلا سے کبھی بھی ہم کا مگار دیکھیں

ایک مخلص بھائی کو امداد کی ضرورت

ہمارے احباب سید احمد نور صاحب کابلی کو جانتے ہیں - جو ایک عرصہ سے ہجرت کر کے قادیان میں سکونت پذیر ہیں - اور اخلاص اور سلسلہ کی محبت میں بڑھے ہوئے ہیں - انہیں کچھ مدت سے ناک کی بیماری کا عارضہ ہے - جس نے ناسور کی شکل اختیار کر لی ہے انکی اس تکلیف میں ابھی کوئی کمی واقع نہوئی تھی کہ حال ہی میں انکی اہلیہ صاحبہ فوت ہو گئی - اور چھوٹے چھوٹے تین چار بچوں کی پرورش اور نگہداشت کا بوجھ ان پر ڈال گئی - جس کا برداشت کرنا ان کے لئے بہت مشکل ہے - اب وہ اپنے احمدی احباب سے [illegible] ❖

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا جماعت لاہور سے بلاواسطہ اور تمام جماعت سے بالواسطہ خطاب

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۲۔ فروری سنہ ۱۹۲۰ء کو لاہور سے روانگی کے موقعہ پر جماعت احمدیہ لاہور کے مردوں۔ عورتوں اور طالب علموں کے لئے شام کے سات بجے جو تقریر فرمائی تھی۔ اس کا کسی قدر خلاصہ شائع ہو چکا ہے۔ اب ذیل میں وہ تقریر مفصل شائع کیجاتی ہے۔ گو اسوقت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا روئے سخن احباب لاہور کی طرف تھا۔ لیکن تقریر فی نفسہٖ ایسی ہے۔ کہ ہماری ساری جماعت اس سے بہت بڑے بڑے فوائد حاصل کر سکتی ہے اور اسمیں حضور نے جو نصائح ارشاد فرمائی ہیں ان پر عمل پیرا ہونا ہر ایک مقام کی جماعت احمدیہ کے لئے ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسا کہ جماعت احمدیہ لاہور کے لئے ہے۔ پس ہر ایک انجمن احمدیہ کے سکرٹری صاحب کا فرض ہونا چاہیئے کہ اپنی جماعت کے تمام افراد کو جمع کرکے یہ تقریر سُنا دیں۔

(ایڈیٹر)

حضور نے سُورہ فاتحہ پڑھکر فرمایا:۔

ظاہری انتظام کے متعلق ہدایت

جو کچھ میں آج آپ لوگوں کو کہنا چاہتا ہوں۔ اس کو ابھی تھوڑی دیر کے بعد بیان کروں گا۔ پہلے اس بیٹھنے کے متعلق جس طرز پر آپ لوگ اسوقت بیٹھے ہیں ایک واقعہ سُناتا ہوں۔ حضرت مظہر جان جاناں اسلام میں بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں۔ اور ہمارے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت سے پہلے ان کے مُریدوں میں سے ایک کے مُرید تھے۔ ان کے متعلق لکھا ہے۔ کہ انھیں ایک بادشاہ ملنے کے لئے گیا۔ اس کے ساتھ اس کا وزیر بھی تھا۔ حضرت مظہر جان جاناں کے پاس پانی کی بھری ہوئی ایک صراحی رکھی تھی جسمیں سے وہ ضرورت کے وقت پانی نکال لیا کرتے تھے۔ وزیر کو اسوقت پیاس لگی۔ اور اس نے اسمیں سے نکال کر پانی پیا۔ لیکن پینے کے بعد آبخورہ ٹیڑھا رکھ دیا۔ لکھا ہے۔ اسپر انھوں نے بادشاہ کی طرف دیکھ کر کہا کہ اس کو کس احمق نے وزیر بنایا ہے۔ کہ یہ آبخورہ کو بھی سیدھا رکھنا نہیں جانتا۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اتنی سی بات پر بادشاہ کے سامنے ایسے الفاظ استعمال کرنے مناسب نہ تھے۔ لیکن اگر دیکھا جائے۔ تو اس قسم کی معمولی باتوں کا انسان کے دوسرے اہم کاموں پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ نماز پڑھتے وقت صفوں کو سیدھا رکھو۔ ورنہ تمہارے دل ٹیڑھے ہو جائینگے۔ اسی طرح فرمایا۔ خدا خوبصورت ہے۔ اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے صفوں کو سیدھا رکھنے کی حقیقت فوجوں کے ظاہری انتظام کو دیکھ کر معلوم ہو سکتی ہے۔ فوجوں میں کیسی ظاہری خوبصورتی اور انتظام ہوتا ہے۔ اور اس کا ان کے کام پر کتنا اثر پڑتا ہے۔ لیکن جن فوجوں کا ظاہری انتظام اچھا نہیں ہوتا۔ وہ کبھی دشمن پر فتح نہیں پا سکتیں تو مومن کو ظاہری شکل بھی خوبصورت بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور لیکچر سننے کے لئے ظاہری خوبصورتی یہی ہے۔ کہ سننے والوں کا اکثر حصہ خطیب کے سامنے ہو۔ کیونکہ سامنے ہونے کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے۔

لاہور کی حیثیت حضرۃ خلیفۃ المسیح کے نزدیک

اس کے بعد میں آپ لوگوں کی توجہ اس مضمون کی طرف پھیرتا ہوں جس کیلئے میں نے آج آپ کو بُلایا ہے۔ میں لاہور میں قریباً بیس سال سے آتا ہوں۔ اور یہاں خدا تعالیٰ نے میرا ایک خاص تعلق بھی پیدا کیا ہوا ہے۔ یعنی یہیں وہ گھر ہے۔ جسمیں میرا بیاہ ہوا ہے۔ اس لحاظ سے قادیان کے بعد لاہور میرے لئے گھر کی حیثیت رکھتا ہے۔ پھر جس طرح حضرت صاحب کے نزدیک قادیان کے بعد سیالکوٹ کا درجہ تھا۔ اسی طرح میرے نزدیک قادیان کے بعد لاہور کا درجہ ہے۔ اور گو ہمارا تو یہ مذہب نہیں۔ لیکن بعض فقہاء کے نزدیک اس تعلق کی وجہ سے جو مجھے لاہور سے ہے۔ یہاں آکر مجھے پوری نماز پڑھنی چاہیئے۔

جماعت لاہور کی مختلف حالتیں

اس عرصہ میں کہ جب سے میں لاہور آتا ہوں۔ میں نے یہاں کی جماعت کی مختلف حالتیں دیکھی ہیں۔ میں نے وہ زمانہ بھی دیکھا ہے۔ جبکہ لاہور میں ہماری جماعت تو تھی۔ لیکن بہت قلیل تھی۔ پھر میں نے وہ زمانہ بھی دیکھا ہے۔ کہ یہاں کی جماعت کثیر ہو گئی۔ اور بہت سے لوگ اس میں شامل ہو گئے۔ مگر میرے نزدیک اسوقت باوجود کثیر ہونے کے قلیل تھی۔ اس لئے کہ لوگوں کے دل پھٹے ہوئے تھے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ لاہور اس اختلاف کا مرکز قرار پایا جس نے ڈائنا میٹ کی طرح احمدیت کو اڑانا چاہا۔ اور وہ شورش جو ساری جماعت میں پھیلی اس کی بنیاد لاہور میں ہی رکھی گئی۔ اسوقت جبکہ اس شورش کی بنیاد رکھی جا رہی تھی۔ لاہور میں آنیوالا شخص بجائے اس کے کہ یہاں کی جماعت کے افراد کی آپس میں محبت اور پیار دیکھے۔ یہی دیکھتا تھا۔ کہ ان میں اختلاف اور انشقاق بڑھتا جاتا ہے۔ اور معلوم کرتا تھا۔ کہ یہ جماعت اب بھی گئی۔ اب بھی گئی۔ کیونکہ یہاں کے لوگوں کا رات دن سوائے جھگڑے کے اور کوئی کام ہی نہ تھا۔ اسوقت ایک طرف تو وہ لوگ تھے۔ جن کے خیالات وہی تھے۔ جو ہمارے ہیں۔ اور دوسری طرف وہ تھے۔ جو اب پیغامی بن کر رونما ہوئے ہیں۔ ان میں آئے دن جھگڑے روز بحثیں رہتی تھیں۔ نماز کے لئے جمع ہوتے۔ تو جھگڑتے۔ نماز ختم کر لیتے تو جھگڑتے۔ کسی دعوت پر جمع ہوتے تو جھگڑتے۔ کسی اور موقعہ پر اکٹھے ہوتے۔ تو جھگڑتے۔ اور یہ مادہ اسقدر بڑھ گیا تھا۔ کہ جب کبھی آپس میں صلح و صفائی کی تحریک ہوتی۔ تو اس تحریک

میں سے بھی فساد کا ہی پہلو نکال لیا جاتا۔ ایک دفعہ جب فتنہ بہت بڑھ گیا۔ اور میں قادیان سے لاہور روانہ ہوا۔ تو حضرت خلیفہ اول نے مجھے فرمایا کہ وہاں کے لوگوں کو سمجھانا۔ جب میں یہاں آیا۔ تو میں نے اپنا یہ خیال پیش کیا۔ کہ آپس میں صلح کی کوئی تدبیر ہونی چاہیئے۔ اور جس کے متعلق کسی کو اختلاف ہو۔ اس کو علیحدگی میں بتانا چاہیئے مجلس میں شرمندہ اور نادم نہیں کرنا چاہیئے۔ اور میں نے اسی مضمون پر تقریر بھی کی۔ تقریر کے بعد ایک دوست کے ہاں دعوت تھی۔ جب ہم روانہ ہوئے۔ تو پیچھے دیکھا کہ لوگوں کی ایک جماعت میری تقریر کے متعلق یہ کہہ رہی ہے۔ کہ اس کا فلاں حصہ فلاں پر چسپاں ہوتا ہے۔ اور فلاں حصہ فلاں پر۔ گویا وہ تقریر جو صلح کے لئے بطور تجویز کیگئی تھی۔ اسی کے متعلق یہ کہنا شروع کر دیا گیا۔ کہ اس میں جو یہ کہا گیا ہے۔ کہ ضد نہیں کرنی چاہیئے۔ یہ فلاں کے متعلق کہا گیا ہے۔ دوسرا کہتا۔ نہیں فلاں کے متعلق ہے۔ اسپر جھگڑا شروع ہو گیا۔ تو اسوقت سخت فتنہ کی بنیاد رکھی جا چکی تھی۔ پھر وہ وقت آیا۔ جبکہ اس فتنہ کے بیج کا نتیجہ پیدا ہوا۔ اسوقت خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام کے مطابق کہ "لاہور میں ہمارے پاک ممبر ہیں" یہاں کی جماعت کے کثیر حصہ کو سنبھالا۔ اور گو ایسا ہوا۔ کہ بعض اور مقامات پر فتنہ برپا کرنے والوں کے ساتھی ہمارے لوگوں سے زیادہ پائے گئے۔ لیکن لاہور میں خدا تعالیٰ نے جماعت کے اکثر حصہ کو حق پر قائم رکھا۔

تو لاہور کی جماعت مختلف حالتوں میں سے گذری ہے اور میں نے چونکہ ان حالتوں کو دیکھا ہے۔ اس لئے اس سے اچھی طرح واقف ہوں۔ گو مجھے اب لاہور میں آنے کا کم موقعہ ملتا ہے۔ پہلے تو میں سال میں دو تین بار آیا کرتا تھا۔ اور اب کم آسکتا ہوں۔ تاہم یہاں کی جماعت کی حالت کا مجھے خوب علم ہے۔ اور میں یہاں کے لوگوں کے حالات سے خوب اچھی طرح واقف ہوں ؎

قیام اجتماع کے لئے رائے کی قربانی ضروری ہے

ان تمام حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں آپ لوگوں کو ایک نصیحت کرتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ سب سے بڑی چیز اجتماع کے قیام کے لئے انسان کی رائے کی قربانی ہے۔ بعض لوگ غلطی سے یہ سمجھتے ہیں۔ کہ جب ہم ایک بات کو سچا سمجھتے ہیں۔ تو پھر کس طرح اس کے متعلق اپنی رائے کو قربان کر سکتے ہیں۔ اگر قربان کر دیں۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ جھوٹ اور ناراستی پھیلے گی۔ لیکن یہ ایک بہت بڑی غلطی ہے۔ جو واقعات پر نظر نہ رکھنے کی وجہ سے لگتی ہے۔ کسی بات کے سچ یا جھوٹ ہونے اور کسی رائے کے صحیح یا غلط ہونے میں بہت بڑا فرق ہے سچ اور جھوٹ تو یہ ہوتا ہے۔ کہ ایسی بات جس کو انسان دیکھتا ہے۔ اور دیکھ کر ایسے رنگ میں بیان کرتا ہے جس طرح اسنے دیکھا نہیں۔ یہ جھوٹ ہے۔ اگر ہو بہو بیان کر دے۔ تو یہ سچ ہوگا۔ یا کوئی پرانا واقعہ ہے اس کے متعلق وہ خود تو کچھ نہیں جانتا۔ لیکن کسی اور نے اُسے جسطرح بتایا ہے۔ وہ اسی طرح بیان نہیں کرتا۔ بلکہ اور طرق سے بیان کرتا ہے۔ یہ جھوٹ ہے۔ اور اگر اسنے کسی سے جو کچھ سُنا ہے۔ وہی جھوٹ ہے۔ اور وہ اسی کو آگے بیان کرتا ہے۔ تو یہ بھی جھوٹ ہے۔

اس سے معلوم ہوا۔ کہ سچ یا جھوٹ کسی ایسے امر کے متعلق ہوتا ہے۔ جو زمانہ ماضی میں گذر چکا ہو۔ لیکن رائے آیندہ ہونیوالے معاملات کے متعلق ہوا کرتی ہے۔ مثلاً یہ ہے۔ کہ فلاں جگہ جلسہ کرنا چاہیئے یا نہیں۔ اس کے متعلق یہ کہنا کہ کرنا چاہیئے۔ یا نہیں کرنا چاہیئے۔ اسمیں سچ یا جھوٹ کا کوئی دخل نہیں بلکہ یہ رائے ہے۔ جس کے متعلق صحیح یا غلط کہا جا سکتا ہے۔ لیکن سچ یا جھوٹ نہیں کہا جا سکتا۔ پس اس بات کو خوب اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ رائے میں سچ یا جھوٹ کا تعلق نہیں ہوتا۔ بلکہ رائے انسان کا خیال ہوتا ہے۔ کہ فلاں کام یوں مناسب نہیں۔ یوں مناسب ہے۔

کسی رائے کے متعلق کسطرح فیصلہ کرنا چاہیئے

پھر رائے کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ کرتے وقت یہی نہیں دیکھا جاتا۔ کہ نقصان کی کونسی بات ہے۔ اور نفع کی کونسی۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے۔ کہ فلاں کام یوں کرنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ فی الواقعہ مفید ہو۔ لیکن دوسروں کی سمجھ میں اس کا مفید ہونا نہ آئے۔ ایسے موقعہ پر یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ ان سب لوگوں کو فتنہ میں ڈالنا اچھا ہے۔ جن کی سمجھ میں اس کام کا اچھا ہونا نہیں آتا۔ یا اسکو کرنا مفید ہے۔ ایسے موقع کے لئے یہی مناسب ہوگا۔ کہ اس کو چھوڑ دیا جائے اور جس طرح دوسرے کہتے ہیں۔ اسی طرح کیا جائے۔ پس معاملات کا فیصلہ کرتے وقت ہر انسان کو ہمیشہ اپنی ہی رائے پر زور نہیں دینا چاہیئے۔ اور اس کے خلاف فیصلہ سننے کے لئے بھی تیار رہنا چاہیئے۔ نہ کہ اسپر اتنا زور دینا چاہئیے کہ ضرور اسی طرح ہو۔ اور نہ دوسروں کی حقارت کرتے ہوئے یہ کہنا چاہیئے۔ کہ یہی رائے درست ہے۔ اور کسی کی درست نہیں ؎

ضروری نہیں کہ ہر معاملہ میں انسان کی رائے درست ہو

یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ ہر ایک معاملہ میں انسان کی اپنی رائے درست ہو۔ اور انسان تو الگ رہا۔ بعض معاملات کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے۔ کہ ممکن ہے۔ میری رائے درست نہ ہو۔ پس جب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی رائے بھی ایسی ہو سکتی ہے۔ تو اور کون ہے۔ جو اپنی رائے میں غلطی نہیں کر سکتا ؎

خلیفہ یا امیر کی اطاعت کیوں ضروری ہے؟

یہ جو امارت اور خلافت کی اطاعت کرنے پر اسقدر زور دیا گیا ہے اسکے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ امیر یا خلیفہ کا ہر ایک معاملہ میں فیصلہ صحیح ہوتا ہے۔ کئی دفعہ کسی معاملہ میں وہ غلطی کر جاتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کا اسی لئے حکم دیا گیا ہے کہ اس کے بغیر انتظام قائم نہیں رہ سکتا۔ تو جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ میں بھی غلطی کر سکتا ہوں تو پھر خلیفہ یا امیر کی کیا طاقت ہے۔ کہ کہے میں کبھی کسی امر میں غلطی نہیں کر سکتا۔ خلیفہ بھی غلطی کر سکتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے اس کی اطاعت کرنی لازمی ہے۔ ورنہ سخت فتنہ پیدا ہو سکتا ہے۔ مثلاً ایک جگہ وفد بھیجنا ہے خلیفہ کہتا ہے۔ کہ بھیجنا ضروری ہے۔ لیکن ایک شخص کے

نزدیک ضروری نہیں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ فی الواقعہ ضروری نہ ہو۔ لیکن اگر اس کو اجازت ہو۔ کہ وہ خلیفہ کی رائے نہ مانے۔ تو اس طرح انتظام ٹوٹ جائے گا۔ جس کا نتیجہ بہت بڑا فتنہ ہوگا۔ تو انتظام کے قیام اور درستی کے لئے یہی ضروری ہے۔ کہ اپنی رائے پر زور نہ دیا جائے جہاں کی جماعت کا کوئی امیر مقرر ہو۔ وہ اگر دوسروں کی رائے کو مفید نہیں سمجھتا۔ تو انھیں چاہیئے۔ کہ اپنی رائے کو چھوڑ دیں۔ اسی طرح جہاں انجمن ہو۔ وہاں کے لوگوں کو سکرٹری کی رائے کے مقابلہ میں اپنی رائے پر ہی اصرار نہیں کرنا چاہیئے۔ جہاں تک ہو سکے۔ سکرٹری یا امیر کو اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور اسے سمجھانا چاہیئے۔ لیکن اگر وہ اپنی رائے پر قائم رہے تو دوسروں کو اپنی رائے چھوڑ دینی چاہیئے۔ کیونکہ رائے کا چھوڑ دینا فتنہ پیدا کرنے کے مقابلہ میں بہت ضروری ہے ٭

کام کرنے والوں کا فرض

اسی طرح جن لوگوں کے سپرد کام ہو۔ مثلاً یہاں کی جماعت کا امیر مقرر ہے۔ اور اس کے ماتحت اور کام کرنے والے ہیں۔ ان کا بھی فرض ہے۔ کہ وہ یہ نہ کہیں کہ ہم چونکہ افسر بنائے گئے ہیں۔ اس لئے ہم ہی اپنی ہر ایک بات منوائیں گے۔ اپنی بات منوانے کا بہترین طریق یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ کسی کی بھی مان لی جائے۔ اپنی ہی بات منوانے کا وہی موقع ہوتا ہے۔ جبکہ انسان دیانتداری اور ایمان داری کے ساتھ سمجھتا ہو۔ کہ میں اس کے خلاف مان ہی نہیں سکتا۔ ورنہ تھوڑا بہت نقصان اٹھا کر بھی دوسروں کی بات مان لینی چاہیئے۔ تاکہ دوسروں کے احساسات کو صدمہ نہ پہونچے ٭

مختلف طبائع کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

اسی طرح آپس کے معاملات کے متعلق یہ بات بھی مدنظر رکھنی چاہیئے۔ کہ طبائع مختلف قسم کی ہوتی ہیں۔ بعض سخت ہوتی ہیں۔ اور بعض نرم۔ جو سخت ہوتی ہیں۔ انھیں تھوڑی سی بات پر بھی ٹھوکر لگ جاتی ہے۔ تو دوسروں کے ساتھ سلوک اور معاملہ کرتے وقت ان کی طبائع کا ضرور خیال رکھنا چاہیئے۔ انتظام قائم رکھنے کے لئے اسلام میں امیر رکھا گیا ہے۔ اور حکم دیا گیا ہے۔ کہ جس طرح وہ کہے۔ اسی طرح کرو۔ لیکن معاملہ اور سلوک کرنے میں امیر کا یہ حق نہیں ہے کہ کسی کو حقیر اور ادنیٰ سمجھے۔ حتیٰ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ حق نہیں۔ کہ کسی کو حقیر سمجھیں۔ کجا یہ کہ ان کے خلفاء میں سے کسی کو یہ حق ہو۔ اور پھر کجا یہ ہے۔ ان کے خلفاء کے غلاموں کے غلاموں کو یہ حق ہو۔ تو خود نبیوں کو یہ حق حاصل نہیں۔ کہ دوسروں کو حقیر سمجھیں۔ اس سے میری مُراد یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نبیوں کو ایسا کرنے سے خود بچاتا ہے۔ اور ان کے وہم و گمان میں بھی کسی کی تحقیر نہیں آتی ٭

جسپر خدا احسان کرتا ہے وہ اور جھکتا ہے۔

تو خدا تعالیٰ جس کو بڑا بناتا ہے۔ وہ خود سب سے نیچے ہو کر رہتا ہے۔ کیونکہ جس کو خدا تعالیٰ کوئی درجہ دیتا ہے۔ اسپر احسان کرتا ہے۔ اور احسان ایک بوجھ ہوتا ہے۔ اور بوجھ سے گردن اونچی نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ نیچی رہتی ہے۔ ایک ایسا شخص جسپر خدا تعالیٰ کوئی احسان کرتا ہے۔ اور وہ تکبر کرتا ہے۔ اسکے تکبر کرنے کی یہی وجہ ہو سکتی ہے۔ کہ یا تو وہ سمجھتا ہو کہ جو کچھ مجھے ملا ہے۔ میرا حق تھا۔ یا یہ کہ وہ اس کو اپنے لئے عزت ہی نہیں سمجھتا۔ لیکن یہ دونوں دھوکے ہیں اور سخت خطرناک دھوکے ہیں۔ جن کا نتیجہ تباہی اور بربادی کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ اس لئے ہر جگہ کے کارکنوں اور خصوصاً لاہور کے کارکنوں کو جو اس وقت میرے مخاطب ہیں۔ چاہیئے کہ تواضع اور فروتنی اختیار کریں۔ اور خیال کریں۔ کہ چونکہ ان کے نام کے ساتھ امیر یا سکرٹری یا محاسب یا امین یا اور کوئی نام لگ گیا ہے۔ اس لئے وہ اور بھی گر کر رہیں۔ تاکہ دوسرے لوگوں کو یہ خیال پیدا ہو۔ کہ اسی کی وجہ سے ان میں تکبر پیدا ہو گیا ہے ٭

اسلامی مساوات کی شان

دیکھو! اسلامی مساوات کی بھی کیا شان ہے۔ ایک طرف تو ایک شخص کو بڑھا کر اس درجہ پر پہونچا دیا۔ کہ ہر ایک کو جو اس کے ماتحت کیا گیا ہے۔ اس کے احکام کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ اور اگر کوئی نہیں کرتا۔ تو خدا تعالیٰ کے نزدیک گناہ گار ہے۔ اور دوسری طرف معاملات میں اس کو اتنا نیچے لاتا ہے۔ کہ کہتا ہے۔ اسے غریب سے غریب انسان کی بھی عزت اور توقیر کرنی ہوگی۔ اور اس کا قدرتی درجہ جس سے وہ عام طور پر فائدہ اٹھاتا ہے۔ مثلاً یہ کہ وہ امیر ہے۔ اور اس وجہ سے اس کی خاص پوزیشن ہے۔ اس کو بھی چھڑا دیتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ کا واقعہ ہے۔ ایک شخص ان کے پاس آتا ہے۔ اور آکر کہتا ہے۔ کہ اے عمر میری بڑی ذلت کی گئی۔ انھوں نے پوچھا۔ کس نے کی۔ اس نے کہا۔ عمرو بن عاص کے بیٹے نے۔ انھوں نے پوچھا۔ کس طرح۔ اس نے کہا۔ گھوڑ دوڑ ہو رہی تھی۔ میرا گھوڑا اس سے آگے بڑھنے لگا تھا۔ کہ اُسنے مجھے کوڑا مار کر کہا۔ کہ میں شریف ہوں۔ کیا تو شریف سے بھی بڑھنا چاہتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ عمرو بن عاص کو بلاؤ۔ جب وہ آئے۔ تو پوچھا۔ کیا تمہارے بیٹے نے اس شخص کو کوڑا مارا ہے۔ انھوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ تحقیقات کی جائے۔ تحقیقات کی گئی۔ تو بات صحیح نکلی۔ اسپر حضرت عمرؓ نے عمرو بن عاص کے بیٹے کو یہ سزا دی کہ جس کو اسنے کوڑا مارا تھا۔ اسی کے ہاتھ میں کوڑا دیا۔ اور کہا مار شریف ابن شریف کو۔ جب وہ مار چکا۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا۔ کیا خدا نے جن کو آزاد کیا ہے۔ تم ان کو غلام بناتے ہو۔ یہ ہے اسلامی مساوات ٭

یک جہتی کی بنیاد کیا ہے؟

پس ہماری جماعت میں جو لوگ کام کرنیوالے ہیں۔ دوسروں پر فرض ہے۔ کہ وہ جو حکم دیں۔ اس کے ماتحت کام کریں۔ لیکن حکم دینے والوں کا یہ فرض ہے کہ کسی پر ایسا بوجھ نہ رکھیں۔ جسے وہ اٹھا نہیں سکتا۔ اور ماتحت کام کرنے والوں کا فرض ہے۔ جن کو کوئی عہدہ دیا گیا ہو ان کی پوری پوری عزت اور توقیر کریں۔ کیونکہ جن کاموں پر انھیں مقرر کیا گیا ہے۔ وہ عزت چاہتے ہیں۔ پھر افسروں کا فرض ہے۔ کہ جو لوگ ان کے ماتحت کئے گئے ہیں۔ ان کی تواضع کریں۔ کہ یہ ان کے کام کے سرانجام پانے کے لئے ضروری ہے۔ پس یہ وہ احکام ہیں۔ جن کا آپ لوگوں کو سنانا ضروری تھا۔ کہ جن کے سپرد کوئی کام کیا گیا ہے۔ ان کی اطاعت کی جائے۔ سوائے کسی صاف شرعی حکم کے خلاف حکم کے۔ اور جن کے سپرد کام

ہیں - ان کو چاہیئے - کہ دوسروں کے احساسات اور جذبات کا خیال رکھیں - اور دوسرے ان کی پوری اطاعت کریں - ہو سکتا ہے - کہ کبھی سکرٹری یا محاسب یا اور کوئی عہدہ دار درجہ کے لحاظ سے چھوٹا ہو - مگر اس کے احکام کی انہیں اطاعت کرنی چاہیئے - کیونکہ جو کام اس کے سپرد کیا گیا ہے - وہ چھوٹا نہیں ہے - یہی وہ چیز ہے جسے اسلام ہر ایک مومن کو قائم کرنا چاہتا ہے - اور یہی ہے وہ چیز جو اخوت اور یکجہتی کی بنیادوں کو استوار رکھتی ہے - اور جب تک کوئی قوم اس پر قائم نہ ہو جائے اسوقت تک اسلام کے حقیقی فوائد حاصل نہیں کر سکتی ؛

لاہور میں تبلیغ کی ضرورت

اس کے بعد میں لاہور کی جماعت کو یہ کہنا چاہتا ہوں - کہ یہاں تبلیغ میں بہت سستی ہے - اگر ہر شخص اپنا یہ فرض قرار دے - کہ میں سال میں کم از کم ایک شخص کو احمدی بناؤں گا - تو ایک سال میں کتنے آدمی بڑھ سکتے ہیں - مگر اب تو یہ ہوتا ہے - کہ کسی سال ایک بھی آدمی داخل نہیں ہوتا - جو کہ بہت ہی افسوس کی بات ہے ؛

تبلیغ کرنا ہر ایک احمدی کا فرض ہے

ہر ایک احمدی یہ تو سمجھتا ہے - کہ تبلیغ ہونی چاہیئے - لیکن صرف یہ سمجھنے سے تبلیغ نہیں ہو جاتی - بلکہ تبلیغ اسی طرح ہو سکتی ہے - کہ ہر ایک احمدی یہ محسوس کرے - کہ مجھے تبلیغ کرنی چاہیئے - اب تو تبلیغ کرنا ہر شخص دوسرے کا فرض سمجھتا ہے - اور اس طرح کوئی بھی اس فرض کو ادا نہیں کرتا - اس کی مثال ایسی ہی ہے - جیسا ایک مجمع میں آواز دی جائے - کہ پانی لاؤ - اسکے جواب میں ممکن ہے - کہ ہزار آدمی کے مجمع میں سے کوئی بھی نہ اُٹھے - اور ہر ایک یہ خیال کرے - کہ اور کوئی اُٹھیگا - لیکن اگر کسی کا نام لے کر کہا جائے کہ پانی لاؤ - تو وہ فوراً اُٹھ کھڑا ہو گا - تو ضرورت اس بات کی ہے - کہ ہر ایک شخص یہ سمجھے - کہ تبلیغ کرنا اور احمدیت کو پھیلانا فرض ہی نہیں ہے - بلکہ فرداً فرداً بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے - اور ہر ایک کو یہ خیال ہونا چاہیئے کہ میں سال میں کم از کم ایک شخص کو احمدی بناؤں گا - اگر یہ خیال کر لیا جائے - تو بہت عمدگی سے تبلیغ کی جا سکتی ہے - پس اسکے لئے پورے طور پر کوشش کرو - تاکہ یہاں کی جماعت ترقی کرے - یہ ایک مرکزی جگہ ہے ؛

لاہور میں مضبوط جماعت کی ضرورت

اگر یہاں ہماری مضبوط جماعت قائم ہو جائے - تو پھر سارے پنجاب کا فتح کرنا ہمارے لئے بہت آسان ہو جاتا ہے - کیونکہ تمدنی طور پر سارے علاقہ پر لاہور کا اثر ہے - یہی دیکھ لو - پنجاب میں سیاسی خیالات پھیلانیوالا کونسا مقام ہے - یہی لاہور جب یہاں کے لوگوں میں سیاسی معاملات کے متعلق جوش پیدا ہو گیا - تو سارے صوبہ میں پھیل گیا - پس جو مقام کسی صوبہ کا دارالامارت ہوتا ہے - اس سے سارے صوبہ کے لوگوں کا بہت تعلق ہوتا ہے کوئی مقدمات کے لئے آتا ہے - کوئی سفارشوں کے لئے آتا ہے کوئی افسروں سے ملنے کے لئے آتا ہے - کوئی ملازمت کے لئے آتا ہے - کوئی تجارت کے لئے آتا ہے کوئی اور فوائد حاصل کرنے کے لئے آتا ہے - پس اس شہر میں اگر ہماری مضبوط جماعت ہو جائے - اور ایسی مضبوط ہو جائے - کہ دیکھنے والوں کو دوسروں سے الگ اور نمایاں طور پر نظر آ جائے - دینی کوشش اور سعی کی وجہ سے ہی نہیں - بلکہ تعداد کے لحاظ سے بھی - مثلاً جس بازار میں کوئی جائے - اور پوچھے یہ دکان کس کی ہے - تو اُسے بتایا جائے کہ فلاں احمدی کی ہے - اور اگر کوئی پوچھے - یہ کون وکیل ہے - تو اُسے بتایا جائے - فلاں احمدی وکیل ہے - اسی طرح ہر پہلو اور ہر رنگ میں ہماری جماعت کے لوگ ہر ایک شخص کو نمایاں طور پر نظر آنے لگیں - تو انشاء اللہ سارے صوبہ میں ہماری بہت جلدی ترقی ہو سکتی ہے ؛

خاص فیضان کا زمانہ

ان خاص نصیحتوں کے بعد میں مردوں اور عورتوں کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں - کہ خاص فیضان کے خاص اوقات مقرر ہوتے ہیں - اگر وہ وقت جو کسی فیض کے حاصل ہونے کے لئے مقرر ہو - یونہی نکل جائے تو پیچھے کچھ نہیں بنتا - ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - میری اُمت میں سے ستر ہزار انسان ایسے ہونگے جو بغیر حساب کے جنت میں داخل کئے جائینگے - ایک صحابی نے کہا - یا رسول اللہ میں بھی ان میں شامل ہوں گا - آپنے فرمایا - ہاں - پھر دوسرے نے کہا - یا رسول اللہ - میں بھی - آپنے فرمایا - وہ وقت گذر گیا - تو خدا تعالیٰ کے خاص فضل کے لئے خاص وقت مقرر ہوتے ہیں - اس زمانہ میں جبکہ لوگ دین کو چھوڑ چکے - اور اس سے نفرت کرتے بلکہ اسپر ہنسی اُڑاتے تھے - خدا تعالیٰ نے اپنے ایک رسول کو بھیجکر ہماری اصلاح کی - اور ہماری ترقی کے لئے دروازہ کھولدیئے - اور اس کے متعلق خوب اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے - کہ ایسے دروازے روز روز نہیں کھلا کرتے تیرہ سو سال کے طویل عرصہ کے بعد ایک رسُول کو دیکھنے کی صورت پیدا ہوئی ہے - دیکھو دنیا میں جب کوئی نئی چیز نکلتی ہے - تو کس قدر شوق اور خوشی سے اسکو دیکھا جاتا ہے - فوٹوگراف اور گراموفون جب نکلے - تو پہروں لوگ ان کو دیکھنے کے لئے کھڑے رہتے - لیکن ان سب سے بڑی چیز بلکہ اس سے بڑی کوئی ہے ہی نہیں - کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک شخص پیغام لے کر آئے - اس کے لئے تو ہر ایک عورت - مرد - بچے - بوڑھے - نوجوان اور نوعمر کا فرض تھا - کہ اس کی آواز کو سنتا - اور اس کی قدر کرتا - لیکن افسوس ! دُنیا کے اکثر لوگوں نے قدر نہ کی - اب اگر ہماری جماعت بھی جس کو خدا تعالیٰ نے قدر کرنے کی توفیق دی ہے - وہ بھی اسے پہچاننے کے باوجود قدر نہ کرے تو کس قدر افسوس اور رنج کا مقام ہو گا - خدا تعالیٰ کا برگزیدہ انسان تو گذر گیا - لیکن چونکہ ابھی زمانہ قریب ہے - اس لئے اسوقت بھی خدا تعالےٰ کے خاص فضل ہو رہے ہیں ؛

حضرت خلیفۃ المسیح پر خدا کا خاص فضل

میں تو اپنی ذات کو دیکھتا ہوں تو حیران رہ جاتا ہوں - اگر کوئی اجنبی آئے - اور مجھ سے ان باتوں کو سُنے - جو خدا تعالیٰ مجھ پر کھولتا ہے تو سمجھے - کہ یہ بڑا عالم ہے - لیکن میں اپنے علم اور اپنی پڑھائی کو خوب جانتا ہوں - میں دس سال سکول میں پڑھتا رہا ہوں - لیکن مجھے یاد نہیں - کہ میں کسی سال بھی پاس ہوا - اور کسی مضمون میں بھی پاس ہوا - انٹرنس

کے امتحان میں دو تین مضامین میں پاس ہوا تھا جنمیں سے ایک عربی تھا۔ یوں میں کبھی اردو میں بھی پاس نہیں ہوا تھا۔ پھر میں حضرت مولوی صاحب کے پاس پڑھنے بیٹھا۔ مولوی صاحب نے بخاری پندرہ دن میں مجھے پڑھائی۔ اور وہ اس طرح کہ فرماتے سناتے جاؤ۔ اگر میں کچھ پوچھتا۔ تو فرماتے۔ پوچھو مت۔ پڑھے جاؤ۔ اسی طرح ایک دو اور کتابیں پڑھیں۔ اور صرف و نحو کی چھوٹی سی کتاب پڑھی گویا ظاہری طور پر میں نے کچھ نہیں پڑھا۔ مگر میں یہ جانتا ہوں۔ کہ اسلام پر حملہ کرنیوالا خواہ کسی علم کا ماہر ہو۔ اور اس علم کا میں نے نام بھی نہ سنا ہو۔ وہ اعتراض کرکے دیکھ لے۔ اگر اسے یہ نہ معلوم ہو جائے۔ کہ میں اس سے زیادہ اس علم کو جانتا ہوں تو پھر اعتراض کرے۔ لیکن یہ میری پڑھائی اور میری محنت کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ اس مقام اور رُتبہ کی وجہ سے ہے۔ جس پر مجھے کھڑا کیا گیا ہے پھر مجھ میں لکھنے اور اس سے زیادہ بولنے کی بہت کم عادت ہے۔ کوئی ایک گھنٹہ میرے پاس بیٹھا رہے میں اس سے کوئی بات نہیں کر سکتا۔ بعض لوگ سمجھتے ہونگے کہ میں تکبر کی وجہ سے ایسا کرتا ہوں۔ مگر میں بات کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ لیکن کچھ سوجھتا نہیں۔ اور تقریر کرنے کے لئے تو میں کچھ سوچ ہی نہیں سکتا۔ کئی بار ایسا ہوتا ہے۔ کہ میں خطبہ پڑھنے کے لئے جاکر کھڑا ہوتا ہوں۔ لیکن یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ کیا کہنا ہے۔ پھر تشہد پڑھتا ہوں۔ مگر معلوم نہیں ہوتا۔ کیا کہوں گا۔ پھر سورہ فاتحہ پڑھتا ہوں۔ اسوقت بھی معلوم نہیں ہوتا کہ کیا بیان کروں گا۔ پھر میں بولنا شروع بھی کر دیتا ہوں اور تین چار منٹ تک بولتا جاتا ہوں۔ پھر پتہ نہیں ہوتا کہ کیا کہوں گا۔ اس کے بعد جاکر اصل مضمون سوجھتا ہے ہمیشہ تو نہیں۔ اکثر دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ کھڑے ہوتے ہی مضمون سمجھا دیا جاتا ہے۔ ایک دفعہ تو قریب تھا کہ میں بے ہوش ہوکر گر پڑتا۔ کیونکہ دیر تک بولتا رہا۔ مگر یہ معلوم نہ تھا۔ کہ کیا کہہ رہا ہوں۔ آخر اس حالت سے اسقدر دہشت ہوئی۔ کہ بے ہوش ہوکر گرنے لگا۔ مگر اسوقت معلوم ہوا کہ یہ تو دراصل فلاں مضمون کی تمہید تھی۔ اور پھر میں نے ایسا اعلیٰ مضمون بیان کیا۔ کہ میں خود حیران تھا ٭

زمانہ کا اثر

تو اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کا خاص فیضان نازل ہو رہا ہے۔ اور یہ مت سمجھو۔ کہ یہ ہمیشہ رہے گا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نہ رہا۔ تو کون کہہ سکتا ہے۔ کہ کل کیا ہوگا۔ دیکھو حضرت ابوبکر رض کا زمانہ حضرت عمر رض کے وقت نہ تھا۔ اور حضرت عمر رض کا زمانہ حضرت عثمان کے وقت نہ تھا اور حضرت عثمان کا زمانہ حضرت علی کے وقت نہ تھا۔ بیشک حضرت ابوبکر رض خود بھی کامل انسان تھے۔ مگر ان کے زمانہ کو جو فضیلت حاصل ہے۔ اس کی وجہ یہ بھی تو ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب تھا۔ پھر اس میں شک نہیں۔ کہ حضرت عمر کا درجہ حضرت ابوبکر رض سے کم تھا۔ اور حضرت عثمان سے زیادہ۔ اس لئے وہ حضرت ابوبکر جیسا انتظام نہ کر سکے۔ مگر اس میں بھی شک نہیں کہ حضرت ابوبکر کے زمانہ کی نسبت حضرت عمر رض کا زمانہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ دور تھا۔ یہی حال حضرت عثمان اور حضرت علی کا تھا۔ بیشک ان کا درجہ اپنے سے پہلے خلیفوں سے کم تھا۔ لیکن ان کے وقت جو واقعات پیش آئے۔ ان میں ان کے درجہ کا اتنا اثر نہیں تھا۔ جتنا رسول کریم ص کے زمانہ سے دُور ہونے کا اثر تھا۔ کیونکہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رض کے وقت زیادہ تر وہ لوگ تھے۔ جنھوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی تھی۔ لیکن بعد میں دوسروں کا زیادہ دخل ہو گیا۔ چنانچہ جب حضرت علی رض سے کسی نے پوچھا۔ کہ حضرت ابوبکر اور عمر رض کے عہد میں تو ایسے فتنے اور فساد نہ ہوتے تھے جیسے آپ کے وقت میں ہو رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا۔ بات یہ ہے۔ کہ ابوبکر اور عمر کے ماتحت میرے جیسے لوگ تھے اور میرے ماتحت تیرے جیسے لوگ ہیں۔ تو لوگوں کی وجہ سے زمانہ میں بڑا فرق پڑ جاتا ہے ٭

موجودہ زمانہ کی قدر کرو

پس تم لوگ اس زمانہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھو۔ اور یہ مت سمجھو۔ کہ تم پر کوئی بوجھ پڑا ہوا ہے۔ بلکہ یہ سمجھو۔ کہ تمہیں دین کی خدمت کا موقعہ ملا ہوا ہے۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔ وقت کے گذر جانے پر چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی افسوس کیا جاتا ہے۔ مثلاً کسی کو کھانسی کی بیماری ہو۔ اور وہ سنگترہ مانگے۔ تو نہیں دیا جاتا۔ لیکن اگر وہ مر جائے۔ تو پیچھے افسوس کیا جاتا ہے کہ ہم نے کیوں نہ اُسے سنگترہ دیدیا۔ پس جب نادانی کی باتوں پر بعد میں حسرت اور افسوس کا اظہار کیا جاتا ہے تو ایسی باتوں پر کیوں افسوس نہ ہوگا۔ جو اپنے اندر بہت بڑی حقیقت اور صداقت رکھتی ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ جب یہ زمانہ گذر جائے۔ تو کوئی کہے۔ کاش! میں اسوقت اپنا سب کچھ خدا کے لئے دے دیتا۔ اور خود ننگا پھرتا۔ تو انسان کو چاہیئے۔ کہ کام کرنے کے وقت یہ نہ دیکھے۔ کہ میں نے کتنا کام کیا ہے۔ بلکہ یہ دیکھے۔ کہ اگر یہ وقت ہاتھ سے جاتا رہا۔ تو پھر کس قدر مجھے حسرت اور افسوس ہو گا ٭

پس ہماری جماعت کے خواہ مرد ہوں خواہ عورتیں۔ ان کو میں اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اسوقت جو فیضان الٰہی ہو رہے ہیں۔ ان سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ اب یہ زمانہ جو تیرہ سو سال کے بعد آیا ہے۔ پھر کب آئیگا۔ خدا تعالیٰ کے نبی عظیم الشان انسان ہوتے ہیں۔ وہ روز پیدا نہیں ہُوا کرتے۔ پس تم لوگ اس زمانہ کی قدر کرکے دین کی خدمت کرنے کی کوشش کرو۔ تاکہ خدا تعالیٰ کی اس بارش سے تمہارے گھر بھر جائیں۔ جو دنیا کو سیراب کرنے کے لئے اسنے نازل کی ہے۔ اور اس نور سے بھرپور ہو جاؤ۔ جس کے پھیلانے کا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے ٭

عورتوں کی ذمہ واری

ہماری جماعت کی عورتیں بھی۔ مرد بھی۔ بچے بھی نوجوان بھی۔ ایک ذمہ داری اپنے اوپر رکھتے ہیں۔ لیکن اکثر دیکھا جاتا ہے۔ کہ عورتیں کہدیتی ہیں۔ دین کی خدمت کرنا مردوں کا فرض ہے۔ اس لئے میں نے کہا تھا۔ کہ آج عورتیں بھی آئیں۔ تاکہ ان کے کانوں میں یہ بات ڈالدی جائے۔ کہ خدا تعالیٰ کے سامنے جس طرح مرد جوابدہ ہیں۔ اسی طرح عورتیں بھی ہیں

اس لئے یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ ساری ذمہ واری مردوں پر ہی ہے۔ دین کے معاملہ میں مرد اور عورتیں دونوں یکساں جواب دہ ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ دین کی اشاعت میں دونوں حصہ لیں۔ اور جب تک دونوں حصہ نہ لیں۔ اسوقت تک خدا تعالےٰ کی پوری برکت ان پر نازل نہیں ہو سکتی۔ اس کی بہت اچھی مثال گاڑی کی ہے۔ جب تک دونوں گھوڑے متفق ہو کر اسے نہ کھینچیں۔ وہ نہیں کھینچ سکتی۔ اسی طرح مرد و عورت کا حال ہے۔ مرد خواہ کتنا کمانے والا ہو۔ اگر بیوی فضول خرچ ہو۔ تو کچھ نہیں بن سکتا۔ اسی طرح اگر مرد سست اور کاہل ہو۔ تو بیوی خواہ کتنی ہوشیار ہو۔ کچھ نہیں بنا سکتی۔ یہی حال دینی معاملات کا ہے۔ جب تک عورت اور مرد دونوں مل کر ان کو سرانجام نہ دیں۔ وہ اچھی طرح پورے نہیں ہو سکتے۔ پس جہاں دین کی خدمت کرنا مردوں کا فرض ہے وہاں ان کی عورتوں کا بھی فرض ہے۔ اور انھیں چاہیئے کہ مقدور بھر ضرور اس فرض کو ادا کرنے کی کوشش کریں۔

بچوں کی ذمہ واری

اسی طرح بچوں کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ دین کی خدمت سے غافل نہ رہیں۔ بے شک ان کے پڑھائی کے دن ہیں۔ بلکہ کھیل کے دن ہیں۔ اور جو لڑکا طالب علمی کے زمانہ میں کھیل چھوڑتا ہے۔ وہ نادانی کرتا ہے۔ بلکہ ورزش کرنا تو طالب علمی کے زمانہ کے ختم ہونے کے بعد بھی صحت کے قیام کے لئے ضروری ہے۔ مجھے یہ بیماریاں اسی وجہ سے پیدا ہوئیں۔ کہ میں کثرت کام کی وجہ سے ورزش کا خیال نہ رکھ سکا۔ تو کھیلنا اور ورزش کرنا بھی ضروری ہے۔ حضرت صاحب کو خواہ کتنا کام ہوتا۔ نمازیں جمع ہوتیں۔ مگر آپ سیر ضرور جاتے۔ بلکہ ایک دن میں دو دفعہ صبح و شام جاتے۔ میں نے آپ کی اس سنت کے خلاف کر کے بہت نقصان اٹھایا ہے۔ اس لئے نوجوانوں کو کہتا ہوں۔ من نہ کردم شما حذر بکنید۔ میں نے کام کی کثرت کی وجہ سے ورزش کرنا چھوڑا۔ مگر پھر ایسی حالت ہو گئی۔ کہ کام کرنا بالکل ہی چھوٹ گیا۔ اور ایک وقت تو میری یہ حالت تھی۔ کہ میں اکیلا بآسانی اتنا کام کر سکتا تھا۔ جتنا چار مضبوط آدمی کر سکتے ہیں۔ مگر پھر یہ حالت ہو گئی۔ کہ میں کسی کتاب کا ایک صفحہ بھی نہ پڑھ سکتا تھا۔ کہ چکر آنے شروع ہو جاتے اب جبکہ سیر شروع کیا ہے۔ تو گو پہلی سی طاقت نہیں ہے۔ مگر پھر بھی بڑا فرق ہے۔ اور معلوم ہو گیا ہے۔ کہ نیچر کے قواعد کی پابندی بھی ضروری ہے۔ تو لڑکوں کے لئے کھیل بھی ضروری ہے۔ مگر ان کا بڑا فرض یہ ہے۔ کہ وہ دینداری کا اعلیٰ نمونہ بنکر دکھائیں کیونکہ وہ ایسے لوگوں میں رہتے ہیں۔ جو کفر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اگر یہ اپنا اعلےٰ نمونہ نہ دکھائیں گے۔ تو دوسرے کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ جو زندہ خدا کے ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کی ایسی حالت ہے۔ تو ہمیں خدا کو مان کر کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔

خلاصہ تقریر

پس میں اپنی جماعت کے تمام لوگوں کو خواہ وہ بچے ہیں۔ یا جوان یا عورتیں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اپنے نمونہ سے اور اپنی کوشش سے دین کی اشاعت میں لگ جائیں۔ چونکہ آج میرا ارادہ ہے۔ کہ اسوقت جو گاڑی جاتی ہے اس پر جاؤں۔ اور اللہ تعالےٰ جانتا ہے۔ کہ پھر یہاں آنے کا موقع ملے یا نہ ملے۔ یا اس طرح سمجھانے کا موقع ملے یا نہ ملے۔ اس لئے میں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ جن کو کام کرنے کے لئے کوئی درجہ دیا گیا ہے۔ دوسرے ان کو درجہ کے لحاظ سے انھیں دیکھیں۔ اور وہ اپنے اندر ایسی تواضع اور انکساری پیدا کریں۔ جیسی کہ اس درجہ کے لئے ضروری ہے ؁

مخلوق خدا سے ہمدردی کرو

اسی طرح میں عورتوں۔ مردوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ صدقہ اور خیرات اور دوسرے طریقوں سے غریبوں۔ محتاجوں کی مدد کرنے کی کوشش کریں۔ میرے نزدیک وہ عورت یا مرد مسلمان نہیں۔ جس کے دل میں کسی غریب کو دیکھ کر درد نہیں پیدا ہوتا۔ اور مصیبت زدہ کو دیکھ کر دکھ نہیں محسوس ہوتا۔ جس شخص کی نظر انہی دکھ درد تک محدود ہو۔ وہ مومن کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ مسلم کے معنے خدا کی آنکھ ہیں۔ ... ... اور خدا کی آنکھ صرف مسلمانوں کے ہی دکھ درد کو نہیں دیکھتی۔ بلکہ تمام مخلوق کو دیکھتی ہے۔ پھر مسلم کے معنے خدا کا ہاتھ ہیں۔ اور خدا کا ہاتھ مسلمانوں کے لئے دراز نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر ایک انسان کے لئے دراز ہوتا ہے۔ پھر مسلم کے معنی خدا کا پاؤں ہیں۔ اور خدا کا پاؤں صرف مسلمانوں کی طرف نہیں بڑھتا۔ بلکہ سکھ۔ ہندو عیسائی سب کی طرف بڑھتا ہے۔ پس مسلمان اور مومن وہی کہلا سکتا ہے۔ جسے ہر ایک انسان کے دکھ اور مصیبت کے دور کرنے کا فکر ہو۔ لیکن اگر کسی میں خدا تعالےٰ کی تمام مخلوق کے لئے تواضع اور ہمدردی نہیں۔ تو اس کا اسلام ناقص ہے ؁

تبلیغ کی رفتار تیز کرو۔

پھر میں کہتا ہوں مرد مردوں میں اور عورتیں عورتوں میں تبلیغ دین کریں وقت گذر رہا ہے۔ مگر کام جس رفتار سے ہونا چاہیئے۔ اس سے نہیں ہو رہا۔ بیشک ہماری جماعت کی ترقی ہو رہی ہے۔ لیکن آج ہم جس طاقت اور قوت سے کام کر رہے ہیں۔ اس سے اگر زیادہ پیدا کریں۔ تو کل بہت زیادہ کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ پس عورتیں اور مرد پہلے اپنی درستی کریں اور پھر دوسرے لوگوں تک دین کو پہنچائیں ؁

خدا کی محبت اپنے دل میں پیدا کرو

خصوصاً میں طالب علموں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے دلوں میں خاص طور پر دین کی محبت پیدا کریں۔ اور اپنی حالتوں کو بہت زیادہ اچھا بنائیں۔ خود خدا تعالیٰ کی محبت اپنے دلوں میں گاڑیں۔ کیونکہ محبت ہی قدرت کلام اور شان و شوکت اور اثر کو پیدا کرتی ہے۔ پس طالب علم خاص طور پر خدا تعالےٰ کی محبت اپنے دلوں میں پیدا کریں۔ اور ایسی محبت پیدا کریں۔ کہ دنیا کی کوئی چیز اس کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکے۔ جب یہ حالت ہو جائیگی تو وہ دیکھیں گے کہ انکے اندر ایسی روشنی اور ایسا نور پیدا ہو جائیگا۔ کہ کسی سے کوئی بات منوانے میں انہیں روک اوٹ پیش نہ آویگی۔ اور کوئی علم ایسا نہ ہوگا۔ جو اسلام کے بطلان کے لئے نکلا ہو۔ اور وہ اسے پاش پاش نہ کردیں۔ مجھے محبت کے متعلق اپنا ایک بچپن کا رؤیا یاد ہے میری اسوقت کوئی گیارہ بارہ برس کی عمر تھی۔ میں نے دیکھا

ایک سٹیچو ہے۔ جیسا کہ امرتسر میں ملکہ کا سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے اس کے اوپر ایک بچہ ہے جو آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ کسی کو بلاتا ہے۔ اتنے میں آسمان سے کوئی چیز اتری ہے۔ جو نہایت ہی حسین عورت ہے جس کے کپڑوں کے ایسے عجیب و غریب رنگ ہیں۔ جو میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ اس نے چبوترے پر اُتر کر اپنے پر پھیلا دیئے۔ اور نہایت محبت سے بچہ کی طرف جھکی ہے۔ وہ بچہ بھی اس کی طرف اس طرح لپکا ہے۔ جسطرح ماں سے محبت کرنے کے لئے لپکا کرتا ہے اور اس نے اس بچہ کو ماں کی طرح ہی پیار کرنا شروع کر دیا ہے اسوقت میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہو گئے۔

Love crieve love

محبت محبت کو کھینچتی ہے اس وقت مجھے ایسا معلوم ہؤا کہ وہ بچہ عیسیٰ ہے اور وہ عورت مریم

تو محبت ہی محبت کو کھینچتی ہے پس تم خدا تعالیٰ کی محبت اپنے دل میں پیدا کرو جب ایسا کر لو گے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ تمہارے اندر نور کی کھڑکی کھل گئی ہے گو پہلے چھوٹی سی ہو گی مگر جوں جوں خدا تعالیٰ کے جلال اور شان پر نظر پڑتی جائیگی وہ بھی فراخ ہوتی جائیگی جب تمہاری یہ حالت ہو جائیگی تو مداری تو فریب سے روپیہ نکالتا ہے اور دیکھنے والے حیران ہو جاتے ہیں مگر تمہارے اندر وہ ایسی کھڑکی کھل جائیگی کہ جو علم تم سے کوئی مانگیگا تم اسی سے نکال کر دکھا دو گے اور لوگ حیران رہ جائینگے

میں اس امر کا تجربہ کار تمہارے سامنے کھڑا ہوں مجھے کبھی ایسا موقعہ پیش نہیں آیا کہ کسی نے اسلام پر کوئی نئے سے نیا اعتراض کیا ہو اور مجھے اپنے دل کی تھیلی سے اس کا جواب نہ ملگیا ہو مجھے معلوم نہیں ہوتا کہ اس میں اس اعتراض کا جواب ہے یا نہیں مگر جب میں اس میں ہاتھ ڈالتا ہوں تو نکل ضرور آتا ہے اور یہ خدا کی محبت اپنے دل میں پیدا کرنے کا نتیجہ ہے۔

اس نصیحت پر جس میں میں نے طالب علموں کو زیادہ تر مخاطب کیا ہے۔ میں آج کی تقریر ختم کرتا ہوں کہ ابھی مجھے گاڑی پر جانا ہے۔

فیروزپور میں غیر مبائعین سے گفتگو

چند روز ہوئے کہ فرقہ غیر مبائعین کے مبلّغ سیّد مدثر شاہ صاحب فیروزپور میں آئے اور ان کے فیروزپوری ہمخیالوں نے امیر جماعت مبائعین جناب خانصاحب منشی فرزند علی صاحب کو ان کے ساتھ مباحثہ کا چیلنج دیا۔ اور خانصاحب موصوف نے اس خیال سے کہ سید مدثر شاہ صاحب ایسے مباحثات تحقیق حق کے لئے نہیں کیا کرتے بلکہ محض بحیثیت تنخواہ دار ملازم کے فرض منصبی کے طور پر انہیں کچھ نہ کچھ کرنا پڑتا ہے ان کے ساتھ کسی قسم کی گفتگو کرنا مفید نہ سمجھا۔ مگر ایک غیر مبائع دوست کے اصرار سے اور نیز اس خیال سے کہ شاید کسی غیر مبائع پر اصل حقیقت کھل جائے خانصاحب نے ان کا چیلنج منظور کر لیا۔ اور بمشورہ جناب حافظ روشن علی صاحب جو اتفاقیہ طور پر فیروزپور میں تشریف رکھتے تھے یہ تجویز پیش کی کہ چونکہ یہ بحث محض ہمارے (احمدیوں) باہمی اختلافات سے متعلق ہوگی اس لئے غیر احمدیوں کی شمولیت اس میں مناسب نہیں۔ مگر غیر مبائعین نے اس بات پر بڑا زور دیا کہ جس قدر غیر احمدی لوگ شامل ہو سکیں اتنا ہی بہتر ہے بالآخر ان کی تجویز اور خواہش کے بموجب فیصلہ ہؤا کہ فریقین پہلے باری باری ایک ایک گھنٹہ تک اپنے دعاوی اور مسلمات پر پوری تہذیب اور نرمی کے ساتھ بغیر کسی حملہ یا دل آزاری کے خیال کے تقریر کریں پھر ایک گھنٹہ یا زیادہ وقت تک فریقین میں انہیں تقاریر کی بنا پر پانچ پانچ منٹ کے وقت میں سوال و جواب ہوں نیز تقریریں مسئلہ نبوّت پر ہوں گی اور طرفین حضرت اقدس کی کتابوں سے ان کے دعاوی اور دلائل پیش کریں گے کیونکہ حضرت اقدس فریقین کے واسطے حکم اور عدل ہیں"

چنانچہ بروز ہفتہ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۳۰ء بوقت ۳ بجے سہ پہر جناب میرزا ناصر علی صاحب وکیل کی کوٹھی پر مباحثہ شروع ہؤا۔ ہماری طرف سے جناب خانصاحب منشی فرزند علی صاحب مناظر تھے اور فریق مخالف کی طرف سے سید مدثر شاہ صاحب۔ پہلے اوّل الذکر صاحب نے تقریر شروع کی اور پابندئ شرائط صرف حضرت مسیح موعودؑ کی مختلف تحریروں سے حوالے پیش کر کے آپؑ کی نبوت کو روز روشن کی طرح ثابت کر دیا اس کے بعد سید مدثر شاہ صاحب کی باری آئی مگر حق کا رعب سید صاحب کے اوپر کچھ ایسا طاری ہؤا کہ ان کو مباحثہ کی شرائط ہی یاد نہ رہیں چنانچہ انہوں نے بجائے اس کے کہ حسب قرارداد اپنے دعاوی اور مسلمات کو پیش کرتے چھٹتے ہی جناب خانصاحب کی تقریر پر جرح کرنی شروع کر دی اور جا و بیجا اعتراضات جڑ دیئے اور ایک کتاب کی عبارت کے ساتھ اپنی خود ساختہ تفسیر شامل کر کے اور شیخ عبد القادر جیلانیؒ وغیرہ کے حوالے دیکر حضرت مسیح موعودؑ کو معاذ اللہ غیر نبی یا زیادہ سے زیادہ صرف محدث ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی جناب خانصاحب منشی فرزند علیصاحب نے اثبات نبوت میں علاوہ دوسرے بیشمار حوالوں کے حضرت صاحب کی کتاب حقیقۃ الوحی کا صفحہ ۳۹۱ پیش کر کے اس بات کا مطالبہ کیا کہ اگر بقول آپ کے حضرت مسیح موعودؑ لفظ نبی سے صرف محدث مراد لیا کرتے تھے تو اس صفحہ پر جہاں جہاں آپ نے اپنے لئے نبی کا لفظ استعمال کیا ہے اس کی جگہ لفظ محدث لگا کر اس عبارت کو پڑھ دیں اگر اس طرح آپ کا مقصد ثابت ہو گیا تو سب لوگ با آسانی سمجھ جائیں گے کہ آپ کا خیال درست ہے۔ ورنہ آپ کے پہلو کا ابطال ظاہر ہو جائیگا یہ سوال سنکر سید صاحب کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں اور ڈوبتے انسان کی طرح حواس باختہ ہو کر ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارنے لگے اور اپنی پوزیشن کو یہاں تک بھول گئے کہ بجائے سوال کا جواب دینے کے الٹا اپنی طرف سے سوال کرنے شروع کر دیئے ہماری طرف سے ان کی اس بے قاعدگی پر بھی اعتراض کیا گیا اور ان کے سوالوں کے جواب دے کر پھر اپنے سوال کے جواب کا مطالبہ کیا گیا مگر سید صاحب اپنی کمزوری کو خوب جانتے ہوئے ہمارے سوال کا جواب دینے کا نام نہ لیتے تھے۔ اور ادھر ادھر کی باتیں بناتے جاتے تھے

کبھی موسوی سلسلہ کے تمام انبیاء علیہم السلام کو ان کی نبوتوں سے جواب دیتے تھے۔ اور کبھی حضرت مسیح موعود کے حکم و عدل ہونے سے انکار کرتے تھے۔ چنانچہ جب ان کا ناطقہ بالکل بند ہونے لگا۔ تو انہوں نے صاف کہدیا کہ مرزا صاحب (حضرت مسیح موعودؑ) اگر دو اور دو پانچ کہدینگے۔ تو کیا ہم ان کے اس قول کو درست مان لینگے سید صاحب کی یہ گری ہوئی حالت دیکھ کر مبایعین کو سخت رنج اور افسوس ہوتا تھا۔ اور ان کی بے قاعدگی اور درماندگی کو خود غیر مبایعین بھی محسوس کر رہے تھے۔ حتی کہ جناب خان صاحب میاں غلام رسول صاحب نے بھری مجلس میں ان سے کہدیا۔ کہ "سید صاحب اگر آپ کے پاس اس کا کوئی جواب ہو تو دیں۔ ورنہ اس بات کو چھوڑ دیں"

اسی سوال و جواب میں شام کے سات بج گئے۔ مبایعین اپنی کامیابی پر خوش تھے۔ اور خدا کا شکر کرتے تھے۔ غیر مبایعین اور ان کے غیر احمدی دوست شرمندہ ہوکر اپنے لیکچرار کے منہ کو تک رہے تھے۔ ہمیں غیر مبایعین اصحاب کے ساتھ ہمدردی ہے۔ کہ جس جھوٹی خوشی کی امید پر وہ غیر احمدیوں کو چڑھا کر لائے تھے۔ وہ پوری نہ ہوئی۔ بلکہ الٹی ناکامی کی ندامت اُٹھانی پڑی۔ اللہ تعالےٰ ان کے حال پر رحم فرماوے ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ۔ انک انت الوھاب۔ آمین

فیروزپور میں جناب حافظ روشن علی صاحب کا لیکچر

دوسرا دن یعنی ۲۹۔ فروری ۱۹۳۰ء عوام الناس میں تبلیغ احمدیت کے لئے رکھا گیا۔ احمدی خواتین کی خواہش پر حضرت حافظ روشن علی صاحب نے علی الصبح مستورات میں ایک پُر معارف وعظ فرما کر عورتوں کو ان کے فرائض سے آگاہ کیا۔ اور ان کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ مستورات کو ماشاء اللہ اس تقریر سے بہت فائدہ ہوا۔ اور ایک غیر احمدی خاتون سلسلہ حقہ میں داخل ہوئی۔ دو بجے بعد دوپہر کا وقت حافظ صاحب کے عام لیکچر کے لئے مقرر تھا جلسہ گاہ کو شامیانہ وغیرہ لگا کر حتی الوسع دلکش بنایا گیا۔ تقریر سے ایک روز قبل سید مدثر شاہ صاحب کے ساتھ مباحثہ کے ختم ہونے پر جملہ حاضرین کی خدمت میں گذارش کی گئی۔ کہ حافظ صاحب کی تقریر پر ضرور تشریف لائیں۔ اور بعد ازاں اگلے روز تمام شہر فیروزپور میں منادی کرائی گئی۔ علاوہ ازیں کافی تعداد میں اشتہارات بھی شہر و چھاؤنی فیروزپور کے گلی کوچوں میں چسپاں اور تقسیم کردئے گئے۔ اور صرف اسی پر بس نہیں کی گئی۔ بلکہ اشتہار لفافوں میں بند کرکے لوگوں کے گھروں میں پہونچا دئے گئے۔ مگر اللہ رحم کرے۔ ان غافلوں پر اور نور ہدایت عطا فرماوے۔ ان روحانی اندھوں کو کہ انہوں نے ہماری دعوت الی الخیر کو بالکل منظور نہ کیا۔ بلکہ بحکم یصدون عن سبیل اللہ۔ الٹا بذریعہ منادی لوگوں کو جلسہ میں شامل ہونے سے روکنے کے لئے کوشش کی۔ تاہم خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ باوجود اسقدر شدید مخالفت کے مجمع اچھا خاصہ ہو گیا۔ اور اس میں ہندو۔ سکھ اور غیر احمدی مسلمان کافی تعداد میں نظر آتے تھے۔ اگر کوئی فرقہ یا قوم بکلی غیر حاضر تھی۔ تو وہ ہمارے پیغامی دوست تھے۔ یا وہ غیر احمدی معززین جن کو وہ لوگ روز ماقبل کے مناظرہ میں بغرض تبلیغ لائے تھے۔ ان میں سے ایک نے بھی ہمارے جلسہ میں شریک ہونے کی تکلیف گوارا نہ کی۔ حالانکہ اس سے ایک روز پہلے ان میں سے بعض نے جلسہ میں تشریف لانے کا وعدہ بھی کیا تھا۔ ان لوگوں کی حالت دیکھ کر ہمیں رہ رہ کر تعجب اور افسوس آتا ہے۔ کہ باہمی اختلاف پر گفتگو کے وقت تو غیر احمدیوں کو بہ اصرار اپنے ساتھ لاتے ہیں۔ اور دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ "دین کے کام میں کسی قسم کا اخفا نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ تبلیغ کے اصول کے برخلاف ہے" مگر جب اس تقریر کا وقت آتا ہے۔ جو محض تبلیغ حق کے لئے کی جاتی ہے۔ اور جسمیں حضرت مسیح موعود کی ذات بابرکات کو پیش کرکے اسلام کی فضیلت ثابت کیجاتی ہے۔ تو اسوقت ہمارے پیغامی دوست بمعہ اپنے غیر احمدی حمائتیوں کے ع

"چناں خفتند کہ گوئی مردہ اند"

کے مصداق بنجاتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خیر سوا دو بجے کے قریب زیر صدارت جناب خان صاحب منشی فرزند علی صاحب جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ سب سے پہلے حافظ جمال احمد صاحب نے نہایت خوش الحانی کے ساتھ قرآن کریم کی چند آیات تلاوت فرمائیں۔ اس کے بعد جناب ڈاکٹر احمد حسین صاحب لائلپوری نے حضرت مسیح موعود کی ایک نظم باواز بلند پڑھی۔ اور اس کے بعد جناب حافظ روشن علی صاحب نے اپنی تقریر شروع کی۔ اور قریباً ۲½ گھنٹہ تک نہایت متانت اور شستگی کے ساتھ ایک برجستہ پیرایہ میں اسلام کے فضائل بیان فرمائے۔ اور اس بات کو نہایت اچھی طرح لوگوں کے ذہن نشین کردیا۔ کہ اسوقت دنیا میں صرف اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے۔ اور صرف شریعت اسلام ہی وہ صراط مستقیم ہے۔ کہ جس پر چلکر انسان مذہب کے اصل مقصد کو پا سکتا ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ کے ساتھ اپنا تعلق قائم کرسکتا ہے۔ حاضرین نے تقریر کو توجہ کے ساتھ سنا۔ اور ساڑھے چار بجے کے قریب جلسہ دعا کے ساتھ برخاست ہوا۔

خاکسار محمد امیر عفا اللہ عنہ۔ جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ ضلع فیروزپور

ضرورت ہے

ایک نارمل پاس یا ٹریننگ کلاس پاس ٹیچر کی۔ اسلامیہ سکول پونچھ کے لئے۔ تنخواہ حسب لیاقت و قابلیت دیجاویگی۔

نیز ایک انٹرنس پاس لائق ٹیچر کی بھی اسی سکول میں ضرورت ہے۔ تنخواہ ۲۵ یا ۳۵ روپے ماہوار حسب لیاقت دیجاویگی۔ بہت جلد درخواستیں ہوں۔ بنام جناب نعمت اللہ خان صاحب گوہر۔ ہیڈ ماسٹر اسلامیہ سکول پونچھ۔ کشمیر

ناظر امور عامہ قادیان

فہرست نومبائعین

یہ نمبر شمار جنوری ۱۹۱۹ء سے شروع ہوتا ہے۔ مگر اسے بالکل مکمل نہ سمجھنا چاہیئے۔ بعض ایسے لوگ جو قادیان میں آکر بیعت کرتے ہیں۔ ان کے نام محفوظ رکھنے کی اسوقت تک کوئی مناسب تدبیر نہیں کی گئی۔ پھر بعض دفعہ بیعت کرنیوالوں کے نام مہتمم ڈاک کی فہرست سے بھی کسی نہ کسی باعث سے رہ جاتے ہیں۔ دفتر الفضل کو جسقدر نام مہیا ہو سکتے ہیں۔ ان کو شائع کر دیا جاتا ہے۔ اور انہی کا یہ نمبر شمار ہے۔

(ایڈیٹر)

بقیہ ماہ دسمبر ۱۹۱۹ء

نمبر	نام	مقام
۱۶۰۹	عبدالرحمٰن صاحب	کلکتہ
۱۶۱۰	اقبال میاں صاحب	〃
۱۶۱۱	دفعدار شیر احمد خان صاحب	راولپنڈی
۱۶۱۲	دفعدار شاہ ولی خان صاحب	〃
۱۶۱۳	ڈریسر فتح محمد صاحب	ضلع جہلم
۱۶۱۴	ڈریسر سلطان اکبر صاحب	〃 میانوالی
۱۶۱۵	مولوی نظام الدین صاحب	امرتسر
۱۶۱۶	سردار علی صاحب	ضلع گورداسپور
۱۶۱۷	فتح محمد صاحب قریشی	شیخوپورہ
۱۶۱۸	عبدالعزیز صاحب	کشمیر
۱۶۱۹	شیخ سلطان محمد صاحب	〃
۱۶۲۰	ابراہیم صاحب	ضلع سیالکوٹ
۱۶۲۱	حسین بی بی	〃 〃
۱۶۲۲	محمد حسین صاحب	〃 〃
۱۶۲۳	لال دین صاحب	〃 〃
۱۶۲۴	سردار بی بی	〃 〃
۱۶۲۵	فتح دین صاحب	〃 〃
۱۶۲۶	عمراں بی بی	〃 〃
۱۶۲۷	غلام محمد صاحب	〃 〃
۱۶۲۸	سید میر بسل صاحب	ضلع گوجرانوالہ
۱۶۲۹	زیب النساء بیگم	〃 〃
۱۶۳۰	عباد النساء	بنگال
۱۶۳۱	بی بی جان	〃
۱۶۳۲	محمد نواب خان صاحب	〃 ملتان
۱۶۳۳	خوشی محمد صاحب	〃 گجرات
۱۶۳۴	مہرالدین صاحب	〃 〃
۱۶۳۵	صوبہ خان صاحب	〃 منٹگمری
۱۶۳۶	عنایت اللہ صاحب	〃 〃
۱۶۳۷	محمد رمضان خان صاحب	نابھہ
۱۶۳۸	والدہ محمد حسین صاحب	ضلع گورداسپور
۱۶۳۹	ہمشیرہ شیخ غلام علی صاحب	〃 〃
۱۶۴۰	اہلیہ صاحبہ فضل کریم	〃 〃
۱۶۴۱	بنت فضل کریم صاحب	〃 〃
۱۶۴۲	بنت فضل کریم صاحب	〃 〃
۱۶۴۳	فرزند 〃 〃	〃 〃
۱۶۴۴	فرزند 〃 〃	〃 〃
۱۶۴۵	اہلیہ غلام علی صاحب	〃 〃
۱۶۴۶	پسر 〃 〃	〃 〃
۱۶۴۷	〃 〃 〃	〃 〃
۱۶۴۸	غلام حسین صاحب	〃 لاہور
۱۶۴۹	بنت مولوی شیر محمد صاحب مرحوم	〃 شاہ پور
۱۶۵۰	سید صفدر علی صاحب	کٹک
۱۶۵۱	غلام صاحب	ضلع گوجرات
۱۶۵۲	چراغ دین صاحب	〃 سیالکوٹ
۱۶۵۳	کریم بی بی	〃 〃
۱۶۵۴	عنایت بیگم	〃 〃
۱۶۵۵	معراج بیگم	〃 〃
۱۶۵۶	غلام احمد صاحب	〃 〃
۱۶۵۷	حسین بی بی	〃 〃
۱۶۵۸	عبدالکریم صاحب	〃 〃
۱۶۵۹	عبدالمجید صاحب	〃 〃
۱۶۶۰	غلام حیدر صاحب	〃 〃
۱۶۶۱	خورشید بیگم	〃 〃
۱۶۶۲	سکینہ بیگم	ضلع سیالکوٹ
۱۶۶۳	غلام عائشہ	〃 〃
۱۶۶۴	فیروز بیگم	〃 〃
۱۶۶۵	نور فاطمہ	〃 〃
۱۶۶۶	سید نعیمہ	〃 〃
۱۶۶۷	سید فضیلت	〃 〃
۱۶۶۸	سید رفعت	〃 〃
۱۶۶۹	فیروزہ	〃 〃
۱۶۷۰	سیدہ آمنہ	〃 〃
۱۶۷۱	محمد دین صاحب	〃 〃
۱۶۷۲	ریشم بی بی	〃 〃
۱۶۷۳	چراغ دین صاحب	〃 〃
۱۶۷۴	غلام فاطمہ	〃 〃
۱۶۷۵	محمد شریف صاحب	〃 〃
۱۶۷۶	عبدالمجید صاحب	〃 〃
۱۶۷۷	میاں نیاز حسین صاحب	〃 〃
۱۶۷۸	محمد بی بی	〃 〃
۱۶۷۹	محمد اقبال صاحب	〃 〃
۱۶۸۰	وزیر بیگم	〃 〃
۱۶۸۱	شیخ نور حسین صاحب	〃 〃
۱۶۸۲	حسین بی بی	〃 〃
۱۶۸۳	فاطمہ بی بی	〃 〃
۱۶۸۴	عبداللہ صاحب	〃 〃
۱۶۸۵	امۃ الحی	〃 〃
۱۶۸۶	حسین بی بی	〃 〃
۱۶۸۷	صالحہ بی بی	〃 〃
۱۶۸۸	محمد شریف صاحب	〃 〃
۱۶۸۹	محمد اسلم صاحب	〃 〃
۱۶۹۰	فضل دین صاحب	〃 〃
۱۶۹۱	نواب	〃 〃
۱۶۹۲	بھاگن بی بی	〃 〃
۱۶۹۳	زینب بی بی	〃 〃
۱۶۹۴	سید سعیدہ	〃 〃
۱۶۹۵	محمد اسمٰعیل صاحب	〃 〃

(باقی آئندہ)

(اشتہارات)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۲

اور آپکے خلیفہ اوّل حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کا مصدقہ ممیرا اور حضرت خلیفہ اوّل کا بنایا ہوا

سُرمہ ممیرا اور ست سلاجیت

اصلی ممیرا ایک ایسی چیز ہے۔ جو امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور ایک مجمع کے سامنے مسجد مبارک میں ممیرا پیش کیا۔ آپنے اسے بہت پسند فرمایا۔ اور فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جس سے لوگ ہزارہا روپیہ کماتے ہیں۔ یہی حضور علیہ السلام کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار بدر و الحکم اور رسالہ میگزین میں اسے شائع کیا اور خدا کا شکر ہے۔ کہ بہت لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ اور میں نے بھی نفع اٹھایا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

میں اس سرمہ اور ممیرے کو ہمیشہ سے بغیت شہر کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مصدقہ ہے اور نسخہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضہ کا تجویز کردہ ہے۔ جو لوگ امراض چشم میں مبتلا ہیں یا حفظ ماتقدم کے طور پر حفاظت کے طور پر حفاظت چشم چاہتے ہیں۔ وہ اس سرمہ کا استعمال کریں۔ حضرت حکیم الامت نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید است"۔ یہ سرمہ دھند۔ جالا۔ پھولا پڑوال۔ سبل اور سرخی اور ابتدائی موتیا بند اور دیگر امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے۔ قیمت سرمہ قسم اوّل فی تولہ عہ اصلی ممیرا کی عہ روپیہ فی تولہ۔ یہ سرمہ جن کی آنکھیں دکھتی ہوں۔ ان کیلئے بہت مفید اور مجرب اور مقوی بصر ہے خصوصاً طلبار کیلئے۔

ست سلاجیت محیط اعظم سے نقل کیا گیا جسکی عبارت یہ ہے۔ مقوی جمیع اعضار رئیسہ۔

نافع صرع۔ مشتہی طعام۔ قاطع بلغم ریاح دافع بواسیر۔ فساد بلغم۔ قاتل کرم شکم۔ مفتت سنگ گردہ۔ مثانہ و سلس البول و سیلان منی و بیبوست اور درد مفاصل کیلئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کو وقت ہمراہ دودھ استعمال کریں قسم اوّل عہ

المشتہر:- احمد نور کابلی تاجر مہاجر قادیان گورداسپور

قادیان دارالامان میں ٹریننگ کلاس و نارمل کلاس

اپریل ۱۹۱۹ء میں ٹریننگ کلاس جاری کی گئی تھی۔ اس کے طلباء فروری ۱۹۲۰ء میں امتحان سے فارغ ہو کر مدارس احمدیہ میں چلے جائینگے۔

اس سال میں قادیان میں دو کلاسیں کھولنے کا ارادہ ہے۔ ایک ٹریننگ کلاس جسمیں اردو پرائمری پاس اور مڈل فیل امیدواروں کو داخل کیا جاویگا۔ اور دوسری نارمل کلاس جسمیں اُردو مڈل پاس امیدوار داخل ہو سکتے ہیں۔ وظیفہ ٹریننگ کلاس والوں کو فی طالب علم سات روپے۔ اور نارمل والوں کو نو روپے دیا جائیگا۔ ہر ایک کلاس میں بیس بیس وظائف ہونگے۔

یہ کلاسیں اپریل ۱۹۲۰ء کو جاری ہو جائینگی۔ اس لئے جلد بتمام درخواستیں داخلہ کیلئے جناب ناظر صاحب تعلیم و تربیت قادیان کیخدمت میں پہنچ جانی چاہئیں۔

(۲) گرلز سکولوں کیلئے معلمہ استانیوں کی ضرورت ہے۔

نئی گھڑیاں ۹/۱۲
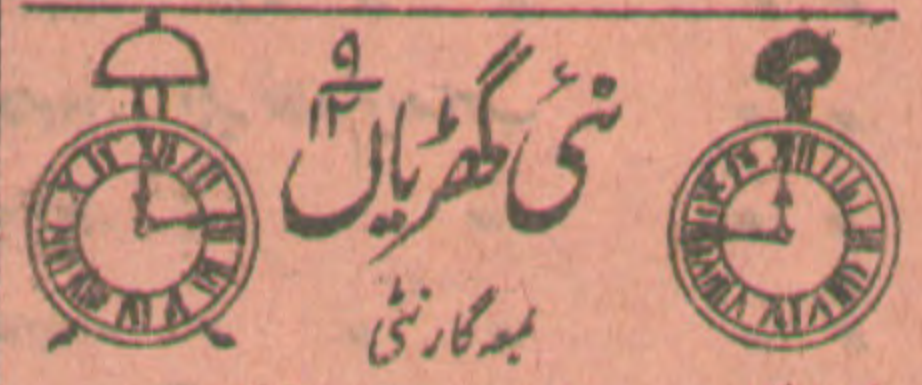
معہ گارنٹی

جیب و کلائی اور مختلف قسم کی پائدار گھڑیاں قیمت عہ جگانیوالے ویسٹ اینڈ کو تا عہ۔ گارنٹی دو چار سال۔ بڑے ٹائم پیس راسکوپ وغیرہ۔ قیمت عہ تا عہ۔ کی گھڑیاں قیمت مضبوط قسم کے جنکی گارنٹی نہیں۔ ایک درجن کے کم از کم عہ عرصہ تک تا عہ۔ خریدار کو ایک گھڑی مفت۔ چلنے والے عمدہ قسم گارنٹی نصف درجن پر محصول معاف قیمت عہ ۵ و ۱۰ سال احباب فرمائش کریں۔ ہم بکمال محصول چھ روپے خیر خواہی عمدہ مال بھیجیں گے

المشتہر۔ ایچ سخاوت علی احمدی مرچنٹ اینڈ واچ ریپرر شاہجہانپور

ضرورت ہے ۳

چند نوجوانوں کی جو کہ بغیر سرمایہ کے ہمارے بیوپار میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ ہمارا دعوٰے ہے۔ کہ ایک معمولی پڑھا ہوا آدمی بھی سو روپیہ ماہوار سے زیادہ کما سکیگا۔ اور ملازم فرصت کے وقت کام کر کے کافی روپیہ پیدا کر سکتے ہیں۔ ہمارا مدعا صرف نوجوانوں کو غلامی سے بچانا اور بیوپار سکھانا ہے۔

پیتا مینجر الیکٹرن ایجنسی لاہور۔ میکلیگن روڈ

ضرورت نکاح ۱۲

ایک احمدی نوجوان پچیس سالہ نیک دیندار بی۔ اے برسر روزگار جن کی تنخواہ ایک سو بیس روپیہ ماہوار ہے۔ نکاح ثانی کے خواہشمند ہیں۔ لڑکی شریف دیندار۔ خواندہ اور ذات الجمال ہو۔ قومیت کی چنداں قید نہیں۔ خط و کتابت میری معرفت ہو۔ خط کے ساتھ ادھر کے ٹکٹ آئیں۔ مہر محمد خان احمدی قادیان۔

نرخ نامہ اشتہارات

مدت	صفحہ	½ صفحہ	کالم	½ کالم	¼ کالم	⅛ کالم
سال	۲۰۰	۱۰۲	۷۰	۴۰	۲۶	۲۲
۶ ماہ	۱۰۵	۵۴	۳۸	۲۲	۱۴	۱۲
تین ماہ	۵۵	۳۰	۲۰	۱۲	۸	۷
ایک ماہ	۲۲	۱۲	۸	۵	۴	۳
دو بار	۱۲	۷	۵	۳	۲½	۲
ایک بار	۷	۴	۳	۲	۱½	۱

ضمیمہ جو دو صفحہ پر ہو۔ اس کی اُجرت بالمقطع پانچ روپے اور اس سے آگے فی دو صفحہ ۴ ہر سینکڑہ۔ فی سطر ۲ اُجرت ایکبار کے لئے۔

اشتہاروں کے متعلق اور دیگر تمام انتظامی امور کے لئے۔ یعنی پرچہ کے اجراء یا بندش یا پہنچنے یا نہ پہنچنے کے بارے میں اس پتہ پر خط و کتابت ہو۔

مینجر الفضل قادیان گورداسپور پنجاب۔

(شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)